الفضل روزنامہ لاہور پاکستان
ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹
یوم: یکشنبہ (اتوار)
سالانہ چندہ بیرون پاکستان تیس روپے
شرح چندہ سالانہ ۲۴ روپے، ششماہی ۱۳، سہ ماہی ۷، ماہوار ۲½
۳ جمادی الاول ۱۳۷۰ھ (فی پرچہ ۱/)
جلد ۳۹ | ۱۱ تبلیغ ۱۳۳۰ھش | ۱۱ فروری ۱۹۵۱ء | نمبر ۳۶

نوائے وقت پر سنسر

لاہور ۱۰ فروری۔ حکومت پنجاب نے روزنامہ نوائے وقت پر پابندی لگائی ہے کہ وہ بعض قسم کی خبریں شائع کرنے سے پہلے حکومت کی رضامندی حاصل کر لیا کرے۔

انچون پر قبضہ

ٹوکیو ۱۰ فروری۔ اقوام متحدہ کی فوجوں نے آج انچون کی بندرگاہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ایک اور اطلاع کے مطابق سیئول کے شہر میں داخل ہو گئیں:

خطبہ جمعہ

خطبہ نمبر ۳

۱۶ فروری سے ۲۷ مارچ تک احباب خصوصیت سے دعائیں کریں۔

از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲ فروری ۱۹۵۱ء بمقام ربوہ

مرتبہ:۔ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی واقف زندگی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

گزشتہ جمعہ کے خطبہ کے وقت میں نے بیماری کا خیال دل سے اتر جانے کی وجہ سے خطبہ لمبا پڑھ دیا تھا۔ جس کی وجہ سے میرا گلا پھر خراب ہو گیا جس کا اثر اس وقت تک ہے لیرنگس (Larynces) میں دوبارہ ورم ہو کر آواز بیٹھ گئی ہے۔ اگر پچھلے خطبہ کا سبق مجھے یاد رہے تو میری کوشش ہوگی کہ آج مختصر خطبہ پڑھوں۔

خطبہ سے پہلے میں جماعت کو بتانا چاہتا ہوں کہ

ہمارے اوقات نماز

آہستہ آہستہ پیچھے ہوتے جاتے تھے۔ خاص طور پر نماز ظہر کا وقت پیچھے ہوتا جاتا تھا۔ کل میں نے اس سے روکا ہے۔ اس لئے آج جمعہ بھی پندرہ بیس منٹ پہلے ہو رہا ہے۔ گو یہ اس سے بھی پہلے ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے نمازی ابھی مسجد میں نہیں پہنچے۔ آئندہ دوست یاد رکھیں کہ جمعہ بھی اور ظہر و عصر کی نمازیں بھی جو پہلے غلطی سے دیر کو ہوا کرتی تھیں وہ پہلے سے کچھ وقت پہلے ہوا کریں گی۔ صحیح ابتدائی وقت کے لحاظ سے کم از کم انہیں آدھ گھنٹہ پہلے ہونا چاہیئے بلکہ آدھا گھنٹہ بھی نہیں پونا گھنٹہ پہلے ہونا چاہیئے

اس کے بعد میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہماری جماعت جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ جمعہ میں بیان کیا تھا

ایک مذہبی جماعت

ہے۔ اور پھر صرف مذہبی جماعت ہی نہیں۔ وہ ایک انقلابی جماعت ہے۔ اس نے دنیا کے خیالات دنیا کے افکار۔ دنیا کے عقائد اور دنیا کے عمل کو بدلنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ان کاموں کے لئے خدا تعالیٰ نے اسے کھڑا کیا ہے۔ اور انقلابی جماعتیں پہلے اپنے اندر انقلاب پیدا کیا کرتی ہیں۔ تم دوسروں میں اس وقت تک انقلاب پیدا نہیں کر سکتے۔ جب تک تم اپنی ذات میں انقلاب پیدا نہیں کر لیتے۔ جب تک دنیا تمہیں دیکھ کر یا تمہاری صحبت میں آدھ گھنٹہ یا گھنٹہ رہ کر چلا نہ اٹھے۔ کہ تم ویسے آدمی نہیں۔ جن کو ہم جانتے تھے۔ اس وقت تک تم تغیر پیدا نہیں کر سکتے۔

اسی طرح انقلابی جماعتوں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ دنیا ان کی مخالفت کرے۔ اگر دنیا کسی انقلابی جماعت کی مخالفت نہیں کرتی۔ یا وہ اس کی اتنی مخالفت نہیں کرتی جتنی وہ ایسے مواقع پر کیا کرتی ہے۔ تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کے اپنے اندر کوئی نقص ہے۔ اگر ایک باز سے چڑیا ڈرتی نہیں تو سمجھ لو۔ اس باز میں کوئی نقص ہے۔ اگر ایک ماں باپ کے سامنے اور ان کی موجودگی میں بچہ شرارتیں کرتا چلا جاتا ہے تو سمجھ لو ماں باپ میں کوئی نقص ہے۔ اگر کوئی استاد جماعت میں بیٹھا ہے اور لڑکے شرارتیں کر رہے ہیں اور کھیل کود میں لگے ہوئے ہیں تو سمجھ لو استاد میں کوئی نقص ہے۔ اسی طرح اگر کوئی جماعت

انقلابی جماعت

ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ لیکن لوگ اس کی مخالفت نہیں کرتے تو سمجھ لو کہ اس جماعت میں کوئی نقص ہے پس مخالفت اپنی ذات میں عجیب نہیں بلکہ اس کا نہ ہونا عجیب ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ان کے ایک دوست نے ایک کام شروع کیا وہ بڑی عمر کے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ان سے چھوٹے تھے۔ اس لئے وہ آپ کا بے تکلفی سے نام لے دیتے تھے۔ انہوں نے کہا نور الدین! میں نے ایک کام شروع کیا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو پسند نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کو یہ خیال کیونکر ہوا کہ آپ کا وہ کام خدا تعالیٰ کو پسند نہیں۔ انہوں نے کہا میں نے یہ کام دو تین ہفتہ سے شروع کر رکھا ہے۔ لیکن ابھی تک اس کی کسی نے مخالفت نہیں کی۔ اور جو کام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ ان کی ضرور مخالفت ہوا کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریک خدا تعالیٰ کو پسند نہیں۔ دو تین دن کے بعد انکو کسی کی طرف سے مغلظ گالیوں سے پُر ایک خط آیا۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے نور الدین! مبارک ہو۔ میں نے جو کام شروع کر رکھا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کو پسند آگیا ہے۔ مجھے آج ایک شخص کی طرف سے مغلظ گالیوں کا ایک پلندا آیا ہے۔ غرض ہر

الٰہی جماعت کی مخالفت

لازمی ہے۔ لیکن اسے یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ آیا اس نے اپنے آپکو اس مقام پر کھڑا کر لیا ہے کہ دنیا اس سے خفا ہو اور خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو۔ اگر یہ دونوں باتیں پیدا نہیں ہوئیں۔ اور خدا تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہو گیا ہے اور دنیا بھی اس پر ناراض ہے تو وہ خسر الدنیا والآخرۃ ہو گئی دنیا میں بھی اسے گھاٹا ہوا اور اگلے جہان میں بھی اسے گھاٹا ہوگا۔

پس ہماری جماعت جو انقلاب پیدا کرنے کی دعویدار ہے اسکی مخالفت تو ضروری ہے۔ لیکن ہمارا مقام یہ ہے کہ ہم پہلے اپنی اصلاح کریں یہ روحانی انقلابی جماعتوں کی مخالفت یکساں نہیں رہتی کبھی زوروں پر ہوتی ہے۔ اور کبھی کم ہو جاتی ہے۔ جیسے سورج چڑھتا ہے غروب ہوتا ہے۔ اور دوسرے دن پھر چڑھتا ہے انسان کو کسی وقت بھوک لگی ہوئی ہوتی ہے۔ اور کسی وقت وہ سیر ہوتا ہے۔ اس طرح مخالفت میں بھی اتار اور چڑھاؤ پایا جاتا ہے کبھی مخالفت ایسی شدید ہوتی ہے۔ کہ وہ انسانی مقابلہ سے بالاتر ہو جاتی ہے۔ اور کبھی وہ اتنی کمزور رہتی ہے کہ اس کا مقابلہ انسان کی طاقت کے اندر ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں وہ بوجھ خود اٹھاتا ہے۔ لیکن جب اس کا مقابلہ اس کی طاقت سے بالا ہو جاتا ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا اور اس سے استمداد کرتا ہے ہماری جماعت پر بھی یہ مصائب

مختلف رنگوں اور مختلف زمانوں

میں آئے ہیں۔ ہم پر وہ وقت بھی آیا۔ جب ہماری مخالفت اتنی شدید ہو گئی کہ اس کا مقابلہ ہماری طاقت سے بالا تھا۔ ایسے مواقع پر ہم نے ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور اسی سے مدد مانگی۔ اور جب ہماری دعائیں اور گریہ وزاری اس مقام پر پہونچ گئی۔ جب عرش بھی ہل جایا کرتا ہے تو وہ سنی گئیں اور مخالفت ھباءً منثورًا ہو کر رہ گئی۔ یہ زمانہ بھی ہم پر ایسا آرہا ہے۔ جب اندرونی اور بیرونی طور پر نیز بعض حکام کی طرف سے بھی اور رعایا کی طرف سے بھی علماء کی طرف سے بھی اور امراء کی طرف سے بھی غرض ہر جتھہ اور ہر گروہ میں ایک حصہ ایسا ہے جو احمدیت کی مخالفت پر تلا ہوا ہے۔ بہت سی باتیں تم جانتے بھی نہیں۔ اور بہت سی باتیں ہم تمہیں بتانا بھی نہیں چاہتے۔ اس لئے کہ اگر ان باتوں کو ظاہر کیا جائے تو تمہارے مقابلہ کی طاقت کمزور پڑ جائے گی۔ اور دوسرے اس لئے بھی ہم وہ باتیں نہیں بتانا چاہتے کہ اس طرح

جماعت کے کمزور اور منافق لوگ

گھبرا لگ جائیں گے اور جب منافق گھبرا جاتے ہیں تو کئی مومنوں کے دلوں میں بھی گھبراہٹ

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

پیدا ہو جاتی ہے درحقیقت کسی امام کی زندگی کے وہ کارنامے زیادہ شاندار نہیں ہوتے۔ جو ظاہر ہوں۔ بلکہ وہ کارنامے زیادہ شاندار ہوتے ہیں۔ جو مخفی ہوں۔ کیونکہ اس کے ظاہری کارناموں میں تو جماعت بھی شریک ہوتی ہے۔ لیکن اس کے جو کارنامے مخفی ہوتے ہیں۔ ان میں سارا بوجھ اس کے اپنے کندھوں پر ہوتا ہے۔ غرض بہت سی باتیں ایسی ہیں۔ جو ہم جماعت کو بتا نہیں سکتے۔ کیونکہ ان سے ایک طرف ہمیں یہ ڈر ہے کہ اس سے جماعت کی سفادمت کی طاقت کو نقصان پہنچے گا۔ اور دوسری طرف یہ ڈر ہے۔ کہ ان سے منافق گھبرا جائیں گے اور منافق گھبرا کر مومنوں کے دلوں میں بھی خوف پیدا کریں گے۔ جیسے غزوہ حنین میں ہوا۔ جب کفار اور نو مسلم دشمن کے پتھروں کی تاب نہ لا کر پیچھے بھاگے۔ تو ان کے گھوڑوں اور اونٹوں کے ساتھ انصار اور مہاجرین کے گھوڑے اور اونٹ بھی پیچھے کی طرف بھاگنے لگے۔ اس قسم کے نازک مواقع پر میں جماعت کو اتنے حصہ میں شریک کرتا رہا ہوں۔ کہ میں انہیں

دعا کی طرف تحریک

کیا کرتا ہوں اور مخلصین نے ہمیشہ میری اس تحریک کو قبول کیا ہے۔ اور انہوں نے اس طرح دعائیں کی ہیں۔ کہ خداتعالیٰ نے مصیبت کو ٹلا دیا سو میں ایک دفعہ پھر اس نازک موقعہ پر جس کی اہمیت کو جماعت نہیں سمجھتی۔ حتیٰ کہ قریب ترین لوگ اور اعلیٰ درجہ کے افسر بھی اسے نہیں سمجھتے جماعت میں دعا کی تحریک کرتا ہوں۔ کل ہی میں نے ناظروں کی میٹنگ میں ایک بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں تو اس بات کا علم ہی نہیں تھا۔ بہت سے راز میں اس ڈر کے مارے ناظروں اور دوسرے افسران متعلقہ پر ظاہر نہیں کرتا۔ کہ وہ اپنی بیویوں سے ان کا ذکر یں گے۔ اور بیویاں پھر ہمسائیوں کو بتائیں گی۔ اور وہ اپنے اپنے خاوندوں کو بتائیں گی اور اس طرح بات پھیل جائیگی چونکہ ہمارے ملک کے لوگوں میں رازداری کی عادت نہیں۔ اس لئے مجبوراً بعض باتیں مجھے ان سے بھی چھپانی پڑتی ہیں۔ دنیا کی ہر حکومت میں وزراء اور کمانڈر انچیف سب رازوں سے باخبر ہوتے ہیں۔ لیکن

ہمارے ملک کی ذہنیت

ایسی ہے کہ ان سے بھی بعض باتیں چھپانی پڑتی ہیں کیونکہ ان میں رازداری کا مادہ نہیں۔ اور وہ سمجھتے نہیں کہ ان کی بیوقوفی سے سلسلہ کو کتنا نقصان پہنچے گا۔

میں نے ایک دفعہ ناظروں کو بلایا۔ اور ان سے ایک بات کا ذکر کر کے انہیں تاکید کی کہ یہ بات راز میں رہنی چاہیئے۔ نیک سے نیک کاموں میں بھی راز ہوتا ہے۔ نماز میں بھی راز ہوتا ہے۔ روزہ میں بھی راز ہوتا ہے۔ زکوٰۃ میں بھی راز ہوتا ہے حج میں بھی راز ہوتا ہے۔ صدقہ میں بھی راز ہوتا ہے خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ سرًّا وعلانیۃً مخفیہ طور پر بھی صدقات دو۔ اور ظاہری طور پر بھی کیا یہ حکم چوری کے متعلق دیا ہے یا ڈاکہ کے متعلق ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کے یہ معنے فرماتے ہیں۔ کہ تمہارا بایاں ہاتھ بھی نہ جانتا ہو کہ دائیں ہاتھ سے تم نے کیا دیا ہے اور تمہارا دایاں ہاتھ نہ جانتا ہو۔ کہ تم نے بائیں ہاتھ سے کیا دیا ہے۔ تو اس کا مطلب یہی ہے کہ بعض نیک اور جائز کاموں میں بھی اخفا ہوتا ہے۔ مثلاً فرض کرو دشمن منصوبہ کرتا ہے کہ وہ تمہارے جلسہ پر شرارت کرے گا۔ اب اگر تم مومنوں کو بتا دیتے ہو کہ فلاں تاریخ اور فلاں مقام پر جلسہ ہوگا۔ دوسروں کو یہ بات نہیں بتاتے۔ تو اگر وہ سچے مومن ہیں تو

جلسہ بخیر وخوبی ہو جائے گا

اور شرارت پسند لوگوں کو شرارت کا موقعہ نہیں ملے گا لیکن اگر وہ سچے مومن نہیں اور وہ یہ بات دوسروں کو بھی بتا دیں۔ تو جلسہ میں گڑ بڑ پیدا ہو جائے گی شرارت پسند لوگ آ جائیں گے اور وہ شرارتیں کرینگے پتھر ماریں گے۔ اور جلسہ کامیاب نہیں ہو سکے گا اب یہ ڈاکہ چوری اور دھوکہ تو نہیں ایک نیک کام ہے۔ لیکن نیک کام تمہارے لئے ہے۔ شیطان کے لئے نہیں۔ اسے جب بھی علم ہوگا۔ ہمیں روک ڈالے گا۔ غرض میں نے ناظروں کو سمجھایا کہ یہ بات دوسروں پر ظاہر نہ ہو۔ لیکن دوسرے ہی دن جمعہ میری ایک بیوی نے پوچھا۔ کہ کیا کل آپ نے ناظروں کو کوئی جھاڑ ڈالی تھی۔ میں نے کہا۔ میں نے کہا تم کو کیسے پتہ لگا۔ اس نے کہا فلاں ناظر کی بیوی نے مجھے بتایا ہے۔ گویا جس بات سے میں نے روکا تھا۔ وہی بات انہوں نے آگے بتا دی۔ میری اس بیوی نے کہا آپ ہمیں تو کوئی بات نہیں بتاتے۔ میں نے کہا۔ میں مومن ہوں اور وہ منافق۔ تم خلیفہ کی بیوی ہو کر اس لئے ان باتوں کو نہیں جانتی۔ کہ تمہارا خاوند مومن ہے۔ اور ناظروں کی بیویاں یہ باتیں اسلئے جانتی ہیں۔ کہ ان کے خاوند منافق ہیں اور ایسا بیسیوں دفعہ ہوا ہے کہ جماعت کے سرکردہ لوگوں نے بات سنکر باہر سنا دی ہے اور بڑی ابلہانہ وہ یہ بتایا کرتے ہیں کہ اصلاح کی غرض سے اس شخص نے یہ بات کر دی۔ غرض ایک لمبے تجربہ کے بعد میں نے سمجھا کہ یہ بوجھ خداتعالیٰ نے

میرے ہی لئے

بنایا ہے۔ یا ان دو تین۔ آدمیوں کے لئے بنایا ہے جن کو میں اس وقت کے لئے چن لوں۔ اس وقت سوکام میں سے بھی ایک حصہ کے متعلق مجھے اطلاعیں پہنچی ہیں۔ کہ وہ شدید طور پر ہماری مخالفت پر تلا ہوا ہے۔ اور عوام کے متعلق تو تم اخباروں میں پڑھتے ہی رہتے ہو۔ جو باتیں اخبارات میں چھپتی نہیں۔ یا جو باتیں پرائیویٹ ہیں۔ اور ہم انہیں ظاہر نہیں کرنا چاہتے وہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ ان سے بچنے کا طریق آسان یہی ہے کہ ہم دعائیں کریں۔ اور یہ ایسی چیز ہے۔ کہ جو بغیر کوئی بات ظاہر کئے جماعت کر سکتی ہے اور دوسرے لوگوں کی تدبیروں کا مقابلہ کر سکتی ہے کوئی بزرگ تھے وہ رات کو اٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ ان کا ہمسایہ جو بادشاہ کا درباری تھا۔ وہ اس وقت گانا بجانا شروع کر دیتا تھا۔ انہوں نے اسے منع کیا۔ کہ ایسا نہ کیا کرو۔ اس سے ذکر الٰہی میں فرق پڑتا ہے۔ اس نے کہا تم کون ہو منع کرنے والے۔ انہوں نے اسے سمجھایا۔ کہ رات کو میں خداتعالیٰ کا ذکر کرتا ہوں اور تمہارا گانا اس میں روک پیدا کرتا ہے لیکن اس نے کہا۔ جاؤ۔ جاؤ ہم نے

تمہارے جیسے کئی بزرگ

دیکھے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے دن گانا بجانا اور زیادہ کر دیا۔ اس بزرگ نے جب دو چار دفعہ اسے منع کیا اور وہ باز نہ آیا۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم اب تمہارا مقابلہ کریں گے۔ وہ شخص بادشاہ کا درباری تھا۔ اس نے اس بات کا بادشاہ سے ذکر کر دیا۔ بادشاہ نے کہا۔ اگر وہ تمہیں اس طرح دھمکی دیتا ہے۔ تو ہم تمہارے گھر پر فوجی پہرہ لگا دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کے گھر پر فوجی پہرہ لگ گیا۔ اور اس نے اس بزرگ کو پیغام بھیجا۔ کہ اب مقابلہ کر لینا۔ میرے مکان پر فوجی پہرہ لگ گیا ہے۔ تم فقیر آدمی ہو۔ اور چند آدمی تمہارے پاس بیٹھنے والے ہیں۔ اس لئے شاہی فوج کا مقابلہ کرنا تمہارے بس کی بات نہیں۔ اس بزرگ نے کہا۔ تمہارے گھر پر فوجی پہرہ ہے۔ تو کیا ہم رات کے تیروں سے تمہارا مقابلہ کریں گے ایک عام نگاہ میں یہ تیر بیکار ہیں۔ لیکن مومن کی نگاہ میں اس سے بڑا ہتھیار اور کوئی نہیں۔ ابھی تک دنیا میں کوئی ایٹم بم یا ہیڈروجن بم ایجاد نہیں ہوا۔ جو رات کے تیروں کا مقابلہ کر سکے۔ اس امیر کے اندر ابھی

اسلام کی کوئی رگ

باقی تھی۔ پیغامبر نے جب یہ پیغام دیا کہ وہ بزرگ کہتے ہیں۔ ہم رات کے تیروں سے تمہارا اور فوج کا مقابلہ کریں گے۔ تو اس کی چیخ نکل گئی۔ اور اس نے کہا۔ ان سے جا کر کہہ دو۔ آج سے گانا بجانا بند ہے۔ رات کے تیروں سے مقابلہ کرنے والی ہمارے پاس کوئی فوج نہیں۔

پس رات کے تیر سب سے بڑی طاقت ہیں جو لوگ خداتعالیٰ سے راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگتے ہیں۔ اور استمداد کرتے ہیں۔ ان کی مدد کے لئے آسمان سے تیر گرتے ہیں اور وہ مخالف کو کچل ڈالتے ہیں۔ تم اخباروں میں پڑھتے ہو کہ فلاں بڑے آدمی کا ہارٹ فیل ہو گیا اور وہ مر گیا یہ ہارٹ فیل ہونا کیا ہے۔ یہ بھی بعض حالات میں ایک آسمانی تیر ہی ہوتا ہے۔ اور پھر بعض دفعہ خود دشمنوں میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ یہ پھوٹ کون ڈالتا ہے۔ خداتعالیٰ ہی ڈالتا ہے۔ الفضل میں احرار کے خلاف سب سے بڑا مصالحہ وہی ہوتا ہے۔ جو رئیس الاحرار افضل حق نے اپنی زندگی میں احرار کے متعلق لکھ دیا۔ خداتعالیٰ نے ان کے لیڈر سے وہ باتیں کہلوا دیں۔ جو ا۔ ہمیں کام دے رہی ہیں۔ ان کی بد اخلاقیوں، بے دلیلیوں اور بدگوئیوں کے خلاف خود ان کے لیڈر چوہدری افضل حق

بہت سا مصالحہ

اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ بہرحال یہ وقت بہت نازک ہے اور اس وقت میں جماعت کے مخلص دوستوں کو بلاتا ہوں۔ اور ان سے کہتا ہوں۔ کہ وہ دعاؤں میں لگ جائیں۔ اس وقت سب سے زیادہ کام دینے والی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ دعا

اللھم انا نجعلك فی نحورھم
ونعوذ بك من شرورھم

ہے۔ کہ اے خدا ہم دشمن کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ ہم اس کے سامنے کھڑے نہیں ہو سکتے۔ اس لئے چاہتے ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہماری طرف سے تو کھڑا ہو جائے۔ ہم ان کی شرارتوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ دوسری بات جو اس موقعہ پر زیادہ مفید ہوا کرتی ہے۔ وہ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم کا ورد ہے تیسری چیز درود ہے۔ اور چوتھی چیز نماز میں زیادتی ہے جو لوگ تہجد پڑھ سکتے ہیں۔ وہ تہجد کے وقت یہ دعا کیا کریں۔ اور جو تہجد نہیں پڑھ سکتے۔ وہ کسی اور وقت دو نفل پڑھ لیا کریں۔ خواہ اشراق کے وقت یعنی ۹ بجے کے قریب یا عصر سے پہلے دو نفل پڑھ لیا کریں اور ان نفلوں میں خصوصیت سے

یہ دعائیں مانگا کریں

ہم اپنا پہلا چلہ چالیس دن کا مقرر کرتے ہیں۔ چونکہ خطبہ کے شائع ہونے میں کچھ دیر لگے گی۔ اسلئے جو احباب اس چلہ میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ ان کی سہولت کے لئے ہم آج سے چودہ دن بعد یہ چلہ شروع کریں گے۔ یعنی یہ چلہ ۱۷ فروری سے شروع ہوگا اور چالیس دن جاری رہے گا۔ یعنی ۲۷ مارچ تک اسکے ساتھ ہی میں یہ تحریک بھی کرتا ہوں کہ ان ایام میں سات روزے رکھے جائیں ہر ہفتہ میں پیر کے دن روزہ رکھا جائے۔ پہلا پیر ان ایام میں ۱۹ فروری کو آئے گا۔ اور ۲ اپریل تک یہ سات روزے ختم ہونگے یہ روزے اس طرح بھی رکھے جا سکتے ہیں کہ جن پر کوئی فرضی روزے ہوں۔ وہ ان ایام کے روزوں کو اپنے فرضی روزوں کی جگہ رکھ لے۔ عورتیں جن کو بعض ایام میں روزے منع ہوں یا بیمار ہوں ہفتہ میں جمعرات

اخلاق کے متعلق اسلام بہترین تعلیم پیش کرتا ہے

مندرجہ ذیل تقریر مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۵۰ء کے موقعہ پر فرمائی۔

(۱)

احباب کرام! جب ہم پیدائش عالم پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اگر بینائی کے لئے ہمیں آنکھیں بخشی گئی ہیں۔ تو انہیں نور عطا کرنے کے لئے لاکھوں میلوں کے فاصلہ پر سورج بنایا گیا ہے۔ اگر شنوائی کے لئے کان عطا ہوئے ہیں تو آواز کو ان تک پہنچانے کے لئے لہریں پیدا کر دی گئی ہیں۔ اگر زمین میں زراعت کے لئے پانی درکار ہے۔ تو آسمان سے بارش کا سلسلہ جاری کر دیا گیا ہے۔ کہ جس کے بغیر زمین تلے کا پانی بھی خشک ہو جاتا ہے۔ اور اس خاطر کہ سال بھر پانی دستیاب ہوتا رہے بڑے بڑے اونچے پہاڑ بنا کر ان کی چوٹیوں پر پانی برف کی شکل میں ذخیرہ کر دیا ہے۔ دن اور رات موسموں کے تغیرات۔ اجرام فلکی کی گردش ہر ایک کا ایک خاص اثر کرۂ ارض پر ہوتا ہے۔ اور یہ سارا سلسلہ ایک پروئی ہوئی لڑی کی طرح ایک خاص نظام کی شکل پر چل رہا ہے۔ اس پر غور کر کے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ کہ یہ تمام نظام باطل اور لغو طور پر پیدا نہیں ہوا۔ یقیناً اس کا کوئی صانع حقیقی ہے جو کسی خاص مقصد کے پیش نظر اس تمام عالم کو معرض وجود میں لایا ہے۔ اور وہ مقصد یقیناً پیدائش انسانی ہے۔ کیونکہ ہمیں ہر چیز اس کی خادم کے طور پر کام کرتی دکھائی دیتی ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ فطرت انسانی میں نیکی اور بدی کا احساس ودیعت ہوا ہے گو نیک اور بُرے کاموں کا تفصیلی طور پر احساس نہیں۔ کیونکہ چور چرائے ہوئے مال کو شیر مادر کی طرح رزق حلال یقین جانتا ہے۔ کوئی گوشت کو من بھاتا کھاجا سمجھتا ہے۔ تو دوسرا اس کے تصور سے قے کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ سو اگرچہ فطرت انسانی میں نیک اور بری باتوں کا تفصیلی احساس نہیں پایا جاتا۔ لیکن ہر انسان یہ تو کہتا ہے کہ بعض چیزیں اچھی اور بعض بُری ہیں۔ اور ہمیں کوئی انسان بھی ایسا نہیں ملتا جو یہ کہے کہ یہ سب چیزیں اچھی یا سب ہی بُری ہیں۔

پس جب ایک طرف نیکی اور بدی کی حس ہر ایک میں موجود ہے۔ اور دوسری طرف طبائع میں شدید اختلاف ہے۔ تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ کوئی بالا ہستی ہی جو فطرتِ انسانی کی ضروریات سے بخوبی واقف ہو بتا سکتی ہے۔ کہ فلاں چیزیں حقیقتہً اچھی اور فلاں بُری ہیں۔ پس ایک بالا ہستی کے ہمیں اچھی اور بُری باتوں اور نیکی اور بدی کا امتیاز بتانے کا نام مذہب ہے۔

ہمیں مذہب کی تین اغراض معلوم ہوتی ہیں اول یہ کہ انسان کو اس کے مبدا یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی حقیقت بتائے۔ اور یہ کہ انسان کا اس سے کیا تعلق ہونا چاہیئے۔ اور کن اعمال سے انسان اس تعلق کا اظہار کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اور اسے ملنے کا راستہ کونسا ہے۔ اور کس طریق سے انسان ظن کے مرتبہ سے اس دنیا میں یقین اور شہود کے مرتبہ پر پہنچ سکتا ہے۔ مذہب کی دوسری غرض اخلاقی اور تمدنی تعلیم دینا اور تیسری غرض یہ بتانا ہے کہ موت کے بعد دوسرے جہان میں روح پر کیا گزرتی ہے۔ کیا وہ باقی رہتی ہے یا نہیں۔ اگر باقی رہتی ہے تو کس رنگ میں کیا وہاں اسے خوشی اور تکلیف کا احساس ہوتا ہے یا نہیں اور کیا وہاں وہ بدی سے نیکی کی طرف جاسکتی ہے یا نہیں؟

جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکی صفات اور اس کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں اور اس کے قرب کی راہوں کا علم ہو جائے۔ تو ایسی معرفت و علم رکھنے والا انسان بدیوں سے بچے گا۔ کیونکہ تمام بدیوں کا سرچشمہ جہالت اور عدم معرفت ہے۔ بھلا جسے یقین ہو کہ فلاں سوراخ میں زہریلا سانپ ہے۔ تو وہ کیوں اس میں ہاتھ داخل کرے گا۔ اور جسے معلوم ہو کہ اس پیالہ میں زہر ہے وہ کیوں اسے پیئے گا بدی کا زہر جو کھاتا ہے وہ جہالت اور علم کی کمی کی وجہ سے کھاتا ہے۔ پس سچے مذہب کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں میں عرفان پیدا کر کے ان پر اخلاق کاملہ کے دروازے کھول دے۔ ان اخلاق کے بھی جو افراد کی پاکیزگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بتا کر کہ نیکی کو نیکی اور بدی کو بدی قرار دینے کی وجہ اور ان کے مختلف مدارج کیا ہیں۔ اور اخلاق حسنہ کو اختیار کرنے اور اخلاق سیئہ سے بچنے کے کونسے ذرائع ہیں۔ اور مذہب وہ اخلاق بھی بتائے۔ جو قومی پاکیزگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جنہیں ہم تمدن کے نام سے موسوم کرتے ہیں سو مذہب تمدنی ضروریات کا حل بتائے۔ اور ایسے اصول بیان کرے جو بتائیں کہ دشتہ داروں کے ہم پر کیا حقوق ہیں ملکی اور سیاسی کیا حقوق ہیں اور ایک مذہب کے ماننے والوں پر یا ایک سلطنت کے لوگوں پر دوسری سلطنت کے لوگوں کے متعلق کیا فرائض ہیں۔ اور ان حقوق و فرائض کو ہم کن اصولوں کے ماتحت اور کیونکر باحسن وجوہ سرانجام دے سکتے ہیں۔ میں اپنے مضمون میں اخلاق و تمدن کا ایک تھوڑا سا حصہ بیان کروں گا۔

دیکھا جاتا ہے کہ ہر شخص اپنے مذہب کی خوبی ان الفاظ میں پیش کر دیتا ہے کہ میرا مذہب صدقہ و خیرات عدل و انصاف اور محبت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ یہ کوئی خوبی نہیں بھلا کوئی مذہب ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ کہ جو اپنے ماننے والوں کو چوری کرنے، ڈاکے مارنے۔ امانت و دیانت اختیار نہ کرنے۔ دھوکہ دینے کی تعلیم دے بھلا ایسے مذہب کو کون اختیار کرے گا بلکہ موجب سارے مذاہب عالم سچ بولنے۔ دیانت و امانت سے کام لینے کی تلقین کرتے ہیں۔ تو ان باتوں کو گن کر کوئی مذہب اپنی اخلاقی تعلیم کی برتری کا مدعی نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ہمیں اس کے بیان کردہ اخلاق کی تفصیلات۔ اخلاق کے اسباب، نیک اخلاق کے اختیار کرنے اور بُرے اخلاق سے بچنے کے ذرائع کا موازنہ کرنا پڑے گا۔

بالعموم سمجھا جاتا ہے۔ کہ عفو۔ محبت اور جرأت اچھے اخلاق ہیں۔ اور سختی اور نفرت اور خوف بُرے اخلاق ہیں۔ لیکن حقیقت یہ نہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ کہ بعض سے محبت کرتا اور بعض سے نفرت کرتا ہے۔ اور یہ فطری تقاضا نہ صرف انسانوں میں بلکہ جانوروں میں بھی موجود ہے۔ جانور محبت کرتے۔ رحم یا خوف کھاتے ہیں لیکن ہم ان باتوں کے ان میں پائے جانے کی وجہ سے کبھی نہیں کہتے۔ کہ بکری اچھے اخلاق کی مالک ہے۔ اس لئے کہ وہ نرم طبع ہے یا شیر با اخلاق ہے۔ اس لئے کہ دلیر طبع ہے۔ یہی اوصاف جو جانوروں میں بھی موجود ہیں۔ جب انسان میں پائے جائیں تو کیوں اخلاق کے نام سے موسوم ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ حیوانوں میں وہ فطرتی اور طبعی تقاضے ہیں۔ اور اسلام کے نزدیک جب یہی تقاضے عقل کے ماتحت برمحل استعمال کئے جاتے ہیں۔ تو وہ اخلاق کہلاتے ہیں کیونکہ عقل کی وجہ سے ہی انسان دیگر حیوانوں سے ممتاز ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وجزٰؤا سیئۃٍ سیئۃٌ مثلھا فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظلمین کہ بدی کا بدلہ اتنا ہی ہونا چاہیئے جتنا کہ جرم ہو تا جب کسی کو نقصان پہنچے اور وہ معاف کر دے اور اس سے اصلاح ہوتی ہو تو ایسے شخص کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اب اس میں صاف طور پر بتا دیا ہے کہ اگر سزا دینے میں مجرم کی اصلاح ہوتی ہو تو اسے طبعی کمزوری کی وجہ سے سزا نہ دینا جس کے نتیجہ میں وہ مجرم دلیر ہو کر مزید جرائم کا مرتکب ہو ظلم ہے۔ اس صورت میں عفو سے کام لینا ہرگز اخلاق حسنہ کا حصہ نہیں۔ لیکن اگر مجرم کو معاف کر دینے سے اس کی اصلاح ہوتی ہو تو غصہ کی وجہ سے اسے سزا دینا ظلم ہے خلقِ حسن نہیں۔

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّما الاعمال بالنیات کہ عمل کا اچھا یا برا ہونا نیت پر موقوف ہے کسی گونگے کی ہم یہ تعریف نہیں کر سکتے کہ اچھے اخلاق والا ہے۔ گالی گلوچ سے باز رہتا ہے۔ کیونکہ طبعاً مجبور ہے کہ گالی گلوچ سے باز رہے

سو یہ معلوم ہو کہ اسلام کے نزدیک اخلاقِ حسنہ طبعی تقاضوں کو عقل کے ماتحت برمحل اور باموقعہ استعمال کا نام ہے اور اخلاق سیئہ طبعی تقاضوں کو عقل کے خلاف۔ بے محل اور بے موقعہ استعمال کرنے کو کہتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ صحیح مذہبی تعلیم ایسی نہیں ہو سکتی کہ جو فطرتی جذبات کو کچل ڈالنے والی ہو اور نہ ہی اسلام اس کا قائل ہے۔ چنانچہ وہ اس امر کا حکم نہیں دیتا۔ کہ رہبانیت یعنی دنیا سے بکلی علیحدگی اختیار کر لی جائے اور پاک چیزوں کو اپنے نفس پر حرام قرار دیا جائے۔ بلکہ یہ حکم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو طاقتیں عطا کی ہیں ان کے استعمال میں اعتدال کو ملحوظ رکھو یہ سب ہی انسان کے فائدہ کیلئے پیدا کی گئی ہیں ان میں سے کوئی بھی بے فائدہ نہیں۔ اگر ہم کسی طاقت کو کچل ڈالتے ہیں تو ہماری اس سپاہی کی سی حالت ہوگی۔ جو اپنے کسی ہتھیار کو ضائع کر دیتا ہے اور ضرورت پڑنے پر نقصان اٹھاتا ہے۔ اگر موقعہ اور محل تقاضا کرتا ہے کہ ایک شخص کو جج سزا دے۔ اگر اس وقت عفو سے کام لیا جائے گا تو یقیناً یہ عفو کے خلق کا خلافِ عقل اور بے محل استعمال ہوگا۔ سو اسی پر قیاس کر لیجئے کہ اگر ہم طبعی تقاضوں کے مطابقِ عقل

اور برمحل استعمال کرنے کی بجائے ان کو ہی کچل ڈالتے ہیں تو یقیناً موقعہ پر ان تقاضوں کو بروئے کار لائیں گی جو بےمحل ہوں گی۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ نیک لوگوں کے لئے بہترین امر یہ ہے کہ وہ رہبانیت اختیار کریں یعنی دنیا کو تیاگ دیں اور تجرد کی زندگی بسر کریں۔ تجربہ سے ان کا نقطۂ نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان نیک لوگوں کی نسل سے تو دنیا محروم رہے لیکن بُرے لوگوں کی نسل بے شک جاری رہے۔ حالانکہ ہم اپنے دنیوی کاموں میں معقول اور مناسب اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ جو چیزیں بہترین سمجھی جائیں ان کے بیج یا ان کی نسل کی افزائش کی کوشش ہونی چاہیئے۔

یہ بتا دینے کے بعد کہ اخلاقِ حسنہ اور اخلاقِ سیئہ کی تعریف اسلام کے نزدیک کیا ہے اب یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ اسلام کے نزدیک اعمال دو قسم کے ہیں۔ ایک باطنی یعنی جن کا ارتکاب دل کرتا ہے۔ دوسرے ظاہری جو کہ اعضاءِ انسانی سے ظاہر ہوتی ہیں۔ جب انسان کسی فعل کے کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو خواہ اس کے کرنے کا عملاً اسے موقعہ نہ ملے ارادہ کی وجہ سے اس کا عمل شمار ہوگا۔ مثلاً ایک چور ارادہ کر لیتا ہے کہ وہ رات کو فلاں گھر میں سیندھ لگائے گا۔ لیکن رات پڑنے سے قبل ہی اپنے گھر میں پھسل کر اس کی ٹانگ ٹوٹ جاتی ہے۔ اب اس کا چوری نہ کرنا کسی توبہ کی وجہ سے نہیں بلکہ معذوری کی وجہ سے ہے۔ اس نے اپنی طرف سے بدی کا ارتکاب کر لیا۔ اسی طرح ایک شخص ارادہ کر لیتا ہے کہ فلاں الماری میں میرا جو ایک ہزار روپیہ ہے وہ میں خیرات کر دوں گا۔ لیکن دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ روپیہ چوری ہو گیا ہے۔ سو اس شخص کے نیک ارادہ کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور نیک خُلق والا شمار ہوگا۔ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن کہ بدیاں جو مخفی ہیں جن کا دل مرتکب ہوتا ہے اور جو ظاہری ہیں دونوں سے اجتناب اختیار کرو۔ اسی طرح فرماتا ہے وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم عمل کر کے اُسے ظاہر کر دو یا عمل کر کے ظاہر نہ کرو۔ دونوں صورتوں میں تم اللہ کے حضور جوابدہ ہو گے۔

سو اسلامی تعلیم کی روشنی میں جو شخص ظاہر میں بھیڑ اور اندر سے بھیڑیا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مجرم ہے اور بداخلاق ہے اور اس امر کے لئے اسے جوابدہ ہونا پڑے گا کہ کیوں اس نے متکبرانہ خیالات کو دل میں جگہ دی اور ناپاک خیالات سے اپنے دل کو ناپاک کیا۔

ایک دفعہ ایک غزوہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ آپؐ نے فرمایا مدینہ میں کئی ایسے لوگ ہیں کہ گو وہ تمہارے شریک سفر نہیں لیکن ثواب میں شریک ہیں۔ یعنی سامانِ سفر وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے آ نہیں سکے ورنہ ان کے دل بھی ساتھ آنے کے لئے بیقرار تھے۔

اس سوال کا جواب کہ اخلاق کو نیک یا بد کہنے کی کیا وجہ ہے؟ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدائش انسانی کی غرض ان الفاظ میں بیان کی ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کہ بڑے اور چھوٹے سب کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ صفاتِ الٰہیہ کو اپنے اندر پیدا کر سکیں اور ان پاکیزہ صفات کو پیدا کر کے اس کا قرب حاصل کریں۔ سو جو اخلاق صفاتِ الٰہیہ کا عکس اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ہم انہیں نیک کہتے ہیں اور جو اخلاق صفاتِ الٰہیہ کے مخالف ہوں انہیں بُرے اخلاق کہتے ہیں۔

اخلاق کی اصلاح کے ذرائع کے متعلق اسلام نے ایک تو یہ بتایا ہے کہ چونکہ انسان عملی نمونہ کا محتاج ہے۔ اگر نمونے نہ ہوں تو طب، کیمسٹری وغیرہ علوم دنیا سے معدوم ہو جائیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً مصلحین دنیا میں بھیجتا رہتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُمّت کی اصلاح کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا۔ موجودہ زمانہ میں چونکہ کفر و ظلمت شدت اختیار کر گئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ایک عظیم الشان مامور قادیان میں مبعوث کیا اور اعلان فرمایا کہ آپ کے ذریعہ دنیا میں اعلیٰ اخلاق قائم کر کے نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جائے گی۔

اخلاق کی اصلاح کے اور بھی بہت سے ذرائع اسلام نے بتائے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ حکم ہے کہ مومن اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔ عورتیں پردہ کریں اور تمام راستے آنکھ کان وغیرہ جن سے انسان پر بد اثرات پڑتے ہیں ان کی حفاظت کی جائے۔ عورت مرد کی اور مرد عورت کی آواز راگ وغیرہ کے طور پر نہ سُنے اور بلاوجہ اور بلا ضرورت ایک دوسرے کو نہ چھوئیں۔ یہ خیال نہ کیا جائے کہ اسلام نے ایسے پردہ کا حکم دیا ہے کہ جس کی وجہ سے عورتیں بلاوجہ قید رہیں اور تمام علمی کاموں سے الگ رہیں۔ ابتدائی اسلامی زمانہ میں مسلمان عورتیں جنگوں میں شریک ہوتیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔ مردوں سے علم سیکھتیں۔ انہیں علم سکھاتیں اور سوال کرتی تھیں۔ اسلام نے آنکھ کان وغیرہ راستوں پر جو جائز پابندیاں عاید کی ہیں کاش! یورپ کے لوگ ان پر کاربند ہوتے۔ اور فسق و فجور کا کھاتا کھیلیں مارنے والا سمندر معرضِ وجود میں نہ آتا۔ جس نے یورپ کے بعد دیگر ممالک میں بھی کافی تباہی مچا دی ہے۔ اگر ان پابندیوں کو عاید کیا جاتا تو سینما جیسی لعنت کو فروغ حاصل نہ ہوتا۔ جو کہ ہر لحاظ سے نقصان دہ ہے ہزاروں لاکھوں انسانوں کا قطاروں میں کھڑے ہو کر ٹکٹوں کے حصول کے لئے انتظار کرنا اور پھر گھنٹوں سینما دیکھنا قوم کے وقت کا حد درجہ ضیاع ہے سینما کی فلموں میں جو کچھ ہوتا ہے اس کی تلخ حقیقت معلوم کرنے کے لئے دور جانے کی ضرورت نہیں۔

دیواروں پر چسپاں کئے ہوئے سینما کے اشتہارات پر ایک نظر ڈالنا ہی کافی ہے۔ ان میں کیا ہوتا ہے دو تصویریں نوجوانوں کی ایک مرد کی اور ایک عورت کی۔ جو ایک دوسرے کے قریب کھڑے ہوتے ہیں۔ سینما میں اور ہوتا کیا ہے۔ سوائے صرف اور صرف داستانِ عشق پر مشتمل ڈراموں کے جن کی تفصیل میں جانا اس مجلس کے مناسب حال نہیں۔ لیکن آپ خیال تو کریں کہ بچوں پر ان داستانوں کا کیا اثر ہوتا ہوگا۔ یہ امر فراموش کئے جانے کے قابل نہیں کہ بچے مواد خام ہیں جن سے قوم کی دوسری نسل تیار ہوگی۔ وہ ہماری ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ اگر ان میں کوئی نقص پیدا ہوا تو قوم برباد ہو جائے گی۔ ان میں قوتِ متاثرہ سب سے بڑھ کر ہوتی ہے اور جس ماحول میں وہ پرورش پاتے ہیں اس کے نقوش بہت ہی گہرے اور اَن مٹ ہوتے ہیں۔ جو بچے سینما کے غیر طبعی ماحول میں پرورش پاتے ہیں۔ ان میں نیک اور مہذب سوسائٹی کے لائق اخلاق کی توقع رکھنا تو کیکر بونے اور انگور کی خواہش رکھنے سے بھی عجیب تر ہے۔ بچوں کو نہ تاریخی حصے سے نہ قدرتی مناظر سے کوئی دلچسپی ہوتی ہے بلکہ اس کے لئے دوسری داستانیں عجوبہ ہوتی ہیں۔

سینما سے نوجوان طبقہ دو اثرات لیتا ہے ایک یہ کہ اپنی محبوب چیز کو جس طرح بھی ہو جائز یا ناجائز ذرائع سے حاصل کر لینا ہی حقیقی کامیابی ہے۔ دوسرا یہ کہ جو چیز نرمی وغیرہ جائز ذرائع سے حاصل نہیں ہو سکتی وہ روپیہ خرچ کر کے حاصل کر لینی چاہیئے کیونکہ روپیہ کے ذریعہ وہ لازماً حاصل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ تفریح گاہوں۔ ہوٹلوں، قہوہ خانوں وغیرہ میں روپیہ کا بے دریغ استعمال مقصود کے حصول کے لئے کر کے دکھایا جاتا ہے۔ ان تمام نظاروں سے خصوصاً نوجوان طبقہ جنسی تعلقات اور آوارگی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اور اسے حقیقی مقصود سمجھ کر ان باتوں میں الجھتا اور جنسی امراض میں پھنس جاتا ہے جو کہ نسل در نسل ورثہ میں جاری رہتی ہیں۔ یورپ میں چونکہ سینماؤں کی حد درجہ کثرت ہے۔ اس لئے ان کے بداثرات جنسی امراض کی کثرت نیز ادنےٰ ادنےٰ سی بات پر میاں بیوی کی علیحدگی۔ طلاقوں کی کثرت کے رنگ میں قیامت ڈھا رہے ہیں۔ تہذیب نو کی حد درجہ کی پستی کافی حد تک سینما اور اس کے مشابہ باتوں ہی کی پیداوار ہے۔ اس تعلق میں ایک چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ مدراس کے اس فیصلہ کا اقتباس سنا دینا چاہوں فاضل مجسٹریٹ لکھتے ہیں:۔

"سینما اس زمانہ کی لعنتوں میں سے ایک لعنت ہے۔ اس نے معزز خاندانوں کی ہزاروں لڑکیوں کو ناچنے والی لونڈیاں اور لڑکوں کو مسخرے بنا کر رکھ دیا ہے اور دونوں صنفوں کے نوجوان افراد کو شرم و حیا اور وقار کے پاکیزہ اخلاق سے محروم کر دیا ہے جو کچھ تھوڑی سی تعلیمی اور اخلاقی قیمت سینما کی بیان کی جاتی ہے وہ صرف اس کے قابلِ نفرت پہلو کو چھپانے کے لئے ہے۔ ورنہ فلم تیار کرنے والوں کا ابتدائی اور اوّلین نقطۂ نگاہ کبھی بھی تمدنی یا اخلاقی اصلاح نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کا مقصد صرف روپیہ کمانا ہوتا ہے"

(بحوالہ اخبار سٹیٹسمین ۸ دسمبر ۱۹۴۵ء)

حضرت امام جماعت احمدیہ نے جماعت کو ایسی باتوں سے احتراز کی تلقین فرما کر ان کے مال عزیز اور وقتِ عزیز بلکہ متاعِ ایمان کو محفوظ کر کے حد درجہ احسان کیا آپ فرماتے ہیں۔

"میں ساری جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ کوئی احمدی کسی سینما، سرکس، تھیٹر وغیرہ غرضیکہ کسی تماشہ میں بالکل نہ جائے۔ اور اس سے کلی پرہیز کرے۔ ہر مخلص احمدی جو میری بیعت کی قدر و قیمت کو سمجھتا ہے۔ اس کے لئے سینما یا کوئی اور تماشہ وغیرہ دیکھنا یا کسی کو دکھانا ناجائز ہے" .... "سینما کے متعلق میری رائے ہے کہ نقصان دہ چیز ہے۔ موجودہ فلموں کو دیکھنا ملک اور اس کے اخلاق کے لئے مہلک ہے ...... اگر سینما میں کوئی احمدی ملازم ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کی روزی اسی میں رکھی ہو۔ تو اسے مشین وغیرہ دیکھنے کے لئے جانا ہوگا۔ مگر وہ بھی تماشہ دیکھنے کے لئے نہ جائے یہ امر اختیاری نہیں رکھا گیا بلکہ لازمی ہے"

(خطبہ جمعہ ۲۳ نومبر ۱۹۳۴ء و ۱۵ نومبر ۱۹۳۵ء)

درخواست دُعا

میری اہلیہ صاحبہ عرصہ سے بیمار ہیں اور اس وقت میو ہسپتال زنانہ وارڈ میں زیر علاج ہیں۔ حالت تشویشناک ہے۔ چھوٹے بچے بھی ان کی بیماری کی وجہ سے بہت پریشان رہتے ہیں۔ احباب کرام دردِ دل سے بالالتزام ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد اعظم بوتالوی جسونت بلڈنگ لاہور

دعائے مغفرت

برادرم عطاء اللہ صاحب وقار سابق کلرک دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ ایک لمبی علالت کے بعد ۸ اور ۹ فروری کی درمیانی شب کو میو ہسپتال میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب مرحوم کی مغفرت کیلئے دعا فرمائیں۔

حضرت مسیح ناصریؑ صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول تھے

از مکرم ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب آف موگا

(۱) کتب سابقہ کی پیشگوئیاں۔ (۲) حضرت مسیحؑ کا اپنا اعلان (۳) آپ کے حواریوں کا عمل (۴) آپ کی تبلیغ کا نتیجہ۔ (۵) غیر قوموں سے سلوک

پیشگوئیاں

نمبر۱۔ "اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا۔ جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا (متی ۲/۶)۔ (حزقیل ۳۴/۲۳)

نمبر۲۔ اے بیت لحم افراتاہ اگرچہ تو یہوداہ کے ہزاروں میں شامل ہونے کے لئے چھوٹا ہے۔ تو بھی تجھ میں سے ایک شخص نکلے گا۔ اور میرے حضور اسرائیل کا حاکم ہوگا۔ (میکاہ ۵/۲)

نمبر۳۔ اور وہ (مسیح) داؤد کے تخت اور اسکی مملکت پر آج سے ابد تک حکمران رہے گا۔ (یرمیاہ ۹/۷)

نمبر۴۔ کیونکہ خداوند یوں فرماتا ہے۔ کہ اسرائیل کے گھرانے کے تخت پر بیٹھنے کے لئے داؤد کو کبھی آدمی کی کمی نہ ہوگی۔ (یرمیاہ ۳۳/۱۷)

نمبر۵۔ اس کا نام یسوع رکھنا۔ وہ بزرگ ہوگا۔ خدا تعالےٰ کا بیٹا کہلائے گا۔ اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا۔ اور وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد بادشاہی کرے گا۔ (دانیال ۷/۱۴، ۱۸، ۲۷)

نمبر۶۔ اور میں اسے پہچانتا نہ تھا۔ مگر اس لئے پانی بپتسمہ دیتا ہوا آیا۔ کہ وہ (مسیح) اسرائیل پر ظاہر ہو جائے۔ (یوحنا ۱/۳۱)

نتنی ایل کی گواہی

نتنی ایل نے اسے (یسوع) جواب دیا۔ اے ربی تو خدا کا بیٹا اسرائیل کا بادشاہ ہے (یوحنا ۱/۴۹)

حضرت مسیحؑ کا اپنا اعلان

"اس نے (مسیحؑ نے) جواب میں کہا۔ کہ میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ (متی ۱۵/۲۴)

حوالہ نمبر۲۔ یسوع نے ان کو جواب دیا کہ اے اسرائیل سن۔ خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ (مرقس ۱۲/۲۹)

حواریوں کو تبلیغ کے لئے حکم

ان بارہ حواریوں کو یسوع نے حکم دے کر بھیجا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا۔ اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا (متی ۱۰/۵)

حواریوں کا عقیدہ و عمل

نمبر۱۔ اسی کو (مسیح کو) خدا نے مالک اور نجات دہندہ ٹھہرا کر اپنے داہنے ہاتھ سے بلند کیا تاکہ اسرائیل کو توبہ اور گناہوں کی معافی بخشے (اعمال ۵/۳۱)

مزید حوالجات:۔ لوقا ۱/۶۹۔ لوقا ۲/۱۰۔ لوقا ۲/۲۵ لوقا ۲۴/۲۱-۲۹۔ متی ۱/۲۳۔ مرقس ۱۲/۲۹

حضرت مسیح کی تبلیغ کا نتیجہ

سچے اسرائیلیوں پر مہر لگنے اور نجات یافتہ لوگوں کی عبادت اور مبارک حالی کی رویا اور جن پر مہر کی گئی۔ میں نے ان کا شمار سنا کہ بنی اسرائیل کے سب قبیلوں میں سے ایک لاکھ چوالیس ہزار پر مہر کی گئی۔ (مکاشفہ ۷/۱، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸)

یہوداہ کے قبیلے میں سے ۱۲ ہزار پر مہر کی گئی۔

روبن ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״

گاد ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״

آشیر ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״

نفتالی ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״

منسّی ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״

شمعون ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״

لیوی ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״

اشکار ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״

زبولون ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״

یوسف ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״

بنیامین ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״

(۱) پھر میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ وہ برّہ (مسیح) صیہون کے پہاڑ پر کھڑا ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار شخص ہیں۔ جن کے ماتھے پر اس کا اور اس کے باپ کا نام لکھا ہوا ہے۔۔۔۔ اور ان کو ایک لاکھ چوالیس ہزار شخصوں کے سوا جو دنیا میں سے خرید لئے گئے تھے۔ کوئی اس گیت کو نہ سیکھ سکا۔ مکاشفہ باب ۱۴/۱

(۲) حضرت مسیحؑ کی تبلیغ کا نتیجہ مکاشفہ میں ایک محل کی صورت پر دکھایا گیا:۔

اس کے بارہ دروازے۔ اور دروازوں پر بارہ فرشتے تھے۔ اور ان پر بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ بنیادوں پر برّے (مسیح) کے بارہ رسولوں کے نام لکھے ہوئے تھے (مکاشفہ ۲۱/۲۲)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح صرف اسرائیل کی طرف رسول تھے۔ اور ان کے ذریعہ تبلیغ سے صرف بنی اسرائیل کے ایک لاکھ چوالیس ہزار افراد نجات حاصل کریں گے۔ جن میں کوئی غیر اسرائیلی نہیں۔ ہاں غیر اسرائیلی کتے کی حیثیت سے چھوڑی ہوئی ہڈیوں سے اپنے ہی منہ کو زخم کر کے اپنے ہی خون کے خون سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ روحانی ترقی یا نجات ہرگز نہیں پا سکتے۔ جیسا کہ مکاشفہ نے حضرت مسیحؑ کی تبلیغ کا نتیجہ پیش کر کے واضح کر دیا ہے۔ پس غیر اسرائیلیوں کو حضرت مسیحؑ کا دروازہ چھوڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دروازہ پر آنا چاہیئے۔ جس کا اعلان قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ کافۃ للناس۔ اے اقوام عالم میں تم تمام کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ تاکہ تم کو روحانی زندگی یعنی بحکم اللہ نجات بخشوں۔ پس مبارک وہ جو اب بیدار ہو جائیں۔ اپنے اٹھائے ہوئے غلط قدم کو واپس لیں۔ ورنہ بقول حضرت مسیح وہاں ہمیشہ *

* رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ اپنی اولاد اور غیروں کا جو کو حضرت مسیحؑ کے دروازہ پر لے جا چکے ہو۔ ان کا خون آپ کی گردن پر ہوگا۔

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

مخالفین احمدیت کی ایک غلط بیانی

(رقم فرمودہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب)

آج کل مخالفین سلسلہ حقہ نے جو دروغگوئی کے ساتھ ہمارے خلاف باتیں پھیلانی شروع کی ہیں۔ ان میں ایک یہ بات بھی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب مرض ہیضہ سے فوت ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات لاہور میں ہوئی تھی۔ اور میں اور دیگر احباب اس وقت حضور کے پاس موجود تھے۔ حضور جب کبھی بہت دماغی محنت کیا کرتے تھے۔ تو عموماً آپ کو دورانِ سر اور اسہال کا مرض ہو جاتا تھا۔ چنانچہ لاہور میں جب حضور اپنے لیکچر کا مضمون تیار کر رہے تھے۔ تو کثرت دماغی محنت کے سبب آپ کی طبیعت خراب ہوگئی۔ اور دورانِ سر اور اسہال کا مرض ہو گیا۔ اس مرض کے علاج کے لئے جو ڈاکٹر بلایا گیا تھا۔ وہ ایک انگریز لاہور کا سول سرجن تھا۔ اور چونکہ بعض مخالفین نے اسی وقت بھی یہ شور مچایا تھا۔ کہ آپ کو ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس لئے صاحب سول سرجن نے یہ لکھ دیا تھا۔ کہ آپ کو ہیضہ نہیں ہوا۔ اور وفات کے بعد آپ کی نعش مبارک ریل میں بٹالہ تک پہنچائی گئی۔ اگر ہیضہ ہوتا۔ تو ریل والے نعش مبارک کو بک نہ کرتے۔ جب حضورؑ کی وفات ہوئی۔ تو نماز فجر کا وقت تک بھی حضور کے پاؤں دبا رہا تھا۔ حضورؑ نے فرمایا "نماز" ہم سمجھ گئے۔ کہ لیٹے لیٹے نماز پڑھنے لگ گئے ہیں۔ مگر اسی حالت میں آپ کی وفات ہوگئی۔ پس مخالفین کا یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے۔ کہ حضور ہیضہ سے فوت ہوئے۔ (مفتی محمد صادق ربوہ ۲۲ر جنوری ۱۹۵۱ء)

ایک احمدی عرب[1]

تری نگاہ میں جلوے ہیں طورِ سینا کے
عطا کیا ہے خدا نے تجھے دلِ بیدار
یہ تیری فطرتِ عالی یہ تیرا عزم بلند
یہ سر بکف تری ہمت وفا کی آئینہ دار
یہ حوصلہ یہ تری جرأتِ سبق آموز
یہ ہیں جنونِ محبت کی پختگی کے ثمار
خدا کرے کہ امنگیں تری جوان رہیں
تری جبیں کی ضیا پر ہوں مہر و ماہ نثار
قدم قدم پہ صداقت کو تو جلا دے کر
نظر نظر کو کرے غرقِ موجۂ انوار
ہر اک نفس میں مچلنے لگے سرودِ جواں
ہوں معرفت کے ہر اک بات میں حسیں اسرار
مسیح و مہدیٔ دوراں کا اک نشاں ہے تو
مری نظر میں بلادِ عرب کی آن ہے تو

نسیم سیفی

[1] السید ابو عمر محمود۔ جب میں ۱۹۴۵ء میں فلسطین میں تھا۔ تو آپ کبابیر کی جماعت کے سیکرٹری تبلیغ تھے یہ نظم انہی ایام میں کہی گئی تھی۔

مکرم ایچ حسین صاحب مالاباری درویش مرحوم کا ذکر خیر

(از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قادیان)

احباب اخبار میں پڑھ چکے ہیں کہ مکرم ایچ حسین صاحب ولد حسن صاحب قوم میثین سکنہ کنانور (مالابار) بتاریخ ۱۴ دسمبر ۱۹۵۰ء سٹیشن قادیان پر اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے تھے۔ وہاں مرحوم دوسرے احباب کے ہمراہ باوجود منع کرنے کے مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے دہلی سے واپسی پر استقبال کے لئے گئے تھے۔ دراصل مرحوم عرصہ سے کسی شدید قلبی مرض میں مبتلا تھے۔ اور اسی وجہ سے سرکاری ملازمت سے انہیں قبل از وقت پنشن مل گئی تھی۔ اس مرض کے پیش نظر دوستوں نے انہیں سٹیشن پر جانے سے منع کیا تھا۔ لیکن انہوں نے کہا۔ کہ میری طبیعت اچھی ہے اس لئے چلنے پھرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مرحوم قیام قادیان کے لئے وقف کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنی دوسری اہلیہ اور دو لڑکوں اور دو لڑکیوں سمیت ۲۶ مارچ ۱۹۵۰ء کو قادیان وارد ہوئے تھے۔ آپ کی پہلی اہلیہ وطن میں زندہ ہیں چونکہ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے انہوں نے مرحوم کی دوسری شادی کرادی تھی۔ یہ دوسری اہلیہ محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ مالابار کے سب سے پہلے احمدی مکرم عبد القادر صاحب گنی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ ایک بچی قادیان آکر پیدا ہوئی خاکسار کے استفسار پر انہی ایام میں جو حالات زندگی مرحوم نے مجھے لکھوائے تھے۔ بعینہ درج ذیل ہیں:-

"تعلیم میٹرک تک۔ میں فوج میں حمید ار کلرک تھا کہ مجھے انگریزی ترجمہ قرآن مجید مطبوعہ قادیان کا پہلا پارہ ایک انگریز سارجنٹ سے ملک بصرہ میں ملا۔ جس سے حق مجھ پر کھل گیا۔ ایک احمدی دوست نے کہا کہ آپ بیعت کر لیں۔ یہ احمدی دوست فیض الحق خان صاحب سکنہ فیض اللہ چک نزد قادیان (برادر ڈاکٹر عفور الحق خان صاحب مرحوم آف کوئٹہ) تھے یہ ۱۹۲۰ء کی بات ہے۔ سو میں نے اسی وقت بیعت کر لی۔ رسالہ "ستیادوتن" جو ملیالم زبان میں مالابار سے شائع ہوتا ہے۔ اس کا بانی میں ہوں۔ اور اس کا پہلا ایڈیٹر بھی میں ہی ہوں۔ ایک سال تک ایڈیٹر رہا۔ قریباً ہر رسالہ میں میرے شعر یا مضمون شائع ہوتے تھے۔ "پیغام احمدیت" مصنفہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ترجمہ بھی میں نے ملیالم میں کیا ہے۔ ایک مستقل کتاب ملیالم میں "مسیح کی آمد ثانی" لکھی ہے۔ تامل زبان میں بھی میں بہت سے مضمون تائید احمدیت میں لکھتا رہا ہوں۔ اور اس زبان میں ایک کتاب "ستیاستیاشرم" (یعنی حق و باطل کا جھگڑا) گائے کے گوشت کے بارے میں لکھی ہے۔ "تودن" (یعنی پیغام رساں) ایک رسالہ احمدیوں کا کولمبو سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے۔ ۱۹۲۶ء میں میں اس کا نائب مدیر رہا ہوں۔ ۱۹۴۷ء میں میں کنانور میں صدر مجلس انصار اللہ تھا۔

"فوج کی ملازمت قریباً چار سال تک کی ہے۔ پھر رسالہ "ستیادوتن" کا کام کرتا رہا۔ پھر سول ہیوس دجوڈیشل ڈیپارٹمنٹ میں ۱۹۲۷ء سے شروع کر کے ۱۹۴۷ء میں پنشن حاصل کی۔ پنشن کلرک ڈسٹرکٹ کورٹ کے طور پر حاصل ہوئی"۔

مرحوم کا جنازہ مکرم و محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے مہمان خانہ میں اگلے روز بعد نماز جمعہ پڑھایا۔ اور بعد نماز مغرب انہیں محلہ ناصر آباد کے قریب کے عام قبرستان میں دفن کیا گیا۔ قادیان آنے پر انہیں بعض مالی پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا وفات سے ایک دو روز پہلے انہوں نے محصل سے کہا۔ کہ میں چندہ تحریک ادا کرنے کے بعد وصیت کروں گا۔ افسوس کہ انہیں مہلت نہ ملی۔

احباب مرحوم کی بیوہ اور بچوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ سب بچے چند ماہ سے لے کر تیرہ سال تک کے ہیں۔ یہ شکر ہے کہ ان کے بعض اقارب یعنی عبد القادر صاحب گنی موصوف کے برادرزادہ اخویم محمد احمد صاحب نسیم گنی اور ہمشیرہ زادہ اخویم ای عبد الرحمٰن صاحب انور اور مالاباری مع اہل و عیال قادیان میں قیام رکھتے ہیں۔ جس سے مرحوم کے اہل و عیال کو بھی ایک گونہ اطمینان ہے۔ اور بے وطنی زیادہ تکلیف دہ محسوس نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا اور ہمارا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

درخواستہائے دعا

میٹرک کا امتحان ۱۰ مارچ سے شروع ہو رہا ہے عاجزانہ درخواست ہے کہ دہم جماعت وہم تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ کے طلباء کی شاندار کامیابی کے لئے انہیں اپنی خاص الخاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(قریشی سمیع اللہ طالب علم جماعت دہم تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ۔

(۲) میری لڑکی بعارضہ نمونیہ ایک ہفتہ سے سخت بیمار ہے احباب اس کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(فضل احمد منیجر محمد آباد۔ حلقہ کریم نگر سندھ)

(۳) میرے بھائی مولوی عبد الرحمٰن صاحب پشاوری مولوی فاضل جن کا ٹانگ پر رسولی بننے کی وجہ سے اپریشن کیا گیا ہے چلنے پھرنے سے معذور ہیں احباب درد دل سے ان کے لئے دعا فرمائیں۔ (محمد احمد احمدی دوکاندار باڑا ر کعب گنج مردان)

بیکار اصحاب فائدہ اٹھائیں!

ریشم کے کیڑے پال کر ان سے ریشم حاصل کر کے بیچنا۔ اتنا نفع بخش کام ہے۔ کہ اگر ہمارے وہ بھائی جو چھوٹے چھوٹے قطعات زمین کے مالک ہیں۔ اور جو غریب کام کی تلاش میں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں پانچ روپے کے ایک اونس ریشم کے کیڑوں کے انڈے سپرنٹنڈنٹ محکمہ سریکلچر (ر سے حاصل کر کے بھاگن۔ چیت میں پال لیں تو ایک ہوشیار محنتی آدمی ایک بارہ چودہ سالہ بچے کی مدد سے دو ماہ کی محنت سے تین سو روپے کما سکتا ہے۔ جن جن علاقوں میں توت کے درخت عام ہیں۔ وہ اس سے اب ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

. . . . بہت سے علاقوں میں تو توں کے درخت عام پائے جاتے ہیں۔ اگر آپ اپنی ایک بیگھہ زمین میں دس دس فٹ کے فاصلہ پر توت کے پودے نصب کر دیں۔ اور جب تک یہ پودے بڑے نہیں ہو جاتے۔ آپ اس زمین میں اپنی معمولی فصلیں اور چارے وغیرہ کاشت کرتے ہیں۔ جب پودے چار یا پانچ سال کے ہو جائیں گے۔ تو آپ ان کے پتوں پر ریشم کے کیڑے پالنا شروع کر دیں۔ جب پودے درخت بن جائیں۔ تو ہر پچیس درختوں کے پتوں پر آپ ایک اونس انڈوں میں سے ریشم کے کیڑے نکلوا کر پال سکیں گے۔ ایک بیگھہ زمین میں اڑھائی سو کے قریب درخت لگ سکتے ہیں۔ جن پر آپ دس اونس انڈوں میں سے کرم نکلوا کر پال سکیں گے۔ اور دس اونس انڈوں سے نکلوائے ہوئے کیڑوں سے آپ پانچ من پختہ ریشم کے کوئے یعنی ڈوڈیاں حاصل کر سکیں گے۔ جن پر سے ان کا چوتھائی وزن یعنی سوا من پختہ ریشم کا تاگہ حاصل کر سکیں۔ ڈوڈیوں کا اوسط نرخ پچھلے سالوں میں چار سو روپیہ من رہا ہے۔ اور ریشم کا نرخ ساٹھ ستر روپے سیر کے درمیان رہا ہے۔ اس لحاظ سے آپ ایک بیگھہ زمین میں لگے ہوئے توت کے پودوں سے صرف دو ماہ کی معمولی محنت سے سال کے ایک ایسے حصہ میں جب کوئی زمیندارہ کا کام درپیش نہیں ہوتا۔ ریشم کے کیڑے پال کر اگر آپ ڈوڈیاں ہی بیچ دیں۔ تو دو ہزار روپے اور اگر ریشم نکلوا کر بیچیں۔ تو تین ساڑھے تین ہزار روپے کما سکتے ہیں۔ جب کہ ایک مربع اراضی میں سے سال بھر میں حاصل کی ہوئی فصلوں کی اوسط قیمت اس سے کسی صورت میں زیادہ نہیں۔ اگر آپ مزدور رکھ کر یہ کام کریں۔ تو آپ کا زیادہ سے زیادہ چھ سو روپیہ خرچ ہوگا۔ پھر بھی آپ کی اوسط بچت تین ہزار روپے ہے۔

گورنمنٹ کے محکمہ سیری کلچر کے افسروں کے تعاون سے میں یہاں گجرات میں ہر سال چند آدمیوں کو اس کام کی ٹریننگ دیا کرتا ہوں۔ خواہشمند دوست یہ کام مفت سیکھ سکتے ہیں۔ کام ختم ہونے پر محنتی اور ذہین آدمیوں کو علاوہ کرایہ آمد و رفت کے انعام بھی دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ریشم کا تاگہ حاصل کرنے کا کام بھی سکھلایا جاتا ہے۔ مگر اس پر پرورش کرم کے ایام کے بعد وقت صرف ہوتا ہے۔ تفصیلات کے لئے مجھے لکھیں۔ (خاکسار بشیر نیاز احمد نصر اللہ ہاشمی ریلوے روڈ عبد الکریم سٹریٹ۔ شہر گجرات)

نوٹ:۔ کام سیکھنے کے خواہشمند امیر مقامی کی تصدیق کے ساتھ ۲۰ فروری تک یہاں پہنچ جائیں۔ بستر اور خرچ خوراک ساتھ لائیں۔ تعلیم کی کوئی شرط نہیں۔ محنتی اور ذہین ہونا لازمی ہے

درخواست ہائے دعا

میرے والد صاحب تشویشناک طور پر بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

(طاہرہ عمر۔ اجمیری گیٹ۔ جے پور۔ راجستھان)

(۲) عزیزم رفیق احمد صاحب سوز انبالوی امسال میٹرک کا امتحان دے رہا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو اچھے نمبروں پر کامیاب کرے۔ (شیخ محمد بشیر آزاد انبالوی سوداگر چاول)

(۳) بندہ تقریباً تین ماہ سے بیمار چلا آتا ہے۔ اور کچھ ذاتی پریشانیاں ہیں۔ دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار درویش نبی احمد عابد حال محمود آباد اسٹیٹ (سندھ)

(۴) ہم امسال میٹریکولیشن کا امتحان دینے کے امیدوار ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو کامیاب کرے (محتاج دعا۔ محمد احمد منیر و عبد الکریم کوئٹہ (دہم) حال چنیوٹ)

(۵) ڈاکٹر نور محمد صاحب کا بروز جمعہ اپریشن ہوا ہے۔ درویشان قادیان اور صحابہ کرام سے التجا کی جاتی ہے۔ کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ (عبد السلام فلیمنگ روڈ۔ لاہور)

بقیہ صفحہ (۲) خطبہ جمعہ

گویا اگلے ہفتوں میں جمعرات میں روزے رکھ کر اپنی کمی پوری کر سکتے ہیں۔

شاید لوگ ہنسیں گے۔ کہ اتنے بڑے مجموعی ارادوں کے مقابلہ میں انہوں نے کیا تیر مارا ہے۔ لیکن جو ہنستے ہیں۔ انہیں ہنسنے دو۔ ہمارے خدا کو انہوں نے نہیں دیکھا۔ ہمارے خدا کے تیروں اور ہتھیاروں کو انہوں نے نہیں دیکھا۔ لیکن ان کے نہ دیکھنے کی وجہ سے تم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ خدا تعالےٰ نہیں ہے ان کے نہ دیکھنے کی وجہ سے تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا تعالےٰ کی گرفت کوئی معمولی گرفت ہے۔ ہمارا خدا وہی ہے۔ جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے۔

تعز من تشاء وتذل من تشاء

بیدک الخیر۔ تو جس کو چاہتا ہے۔ عزت دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے۔ ذلت دیتا ہے۔ تمام خیر اور نیکیاں تیرے قبضہ میں ہی ہیں۔ یہی وہ چیز ہے۔ جس کے ساتھ خدا تعالےٰ کے انبیاء ہمیشہ فتح پاتے رہے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس کون سی فوج تھی۔ حضرت نوحؑ کے پاس کونسی فوج تھی۔ کوئی دس سال کی کوشش سے اور اربوں ارب روپیہ خرچ کرنے کے بعد امریکہ نے ایٹم بم ایجاد کیا ہے۔ اور اب روس اس کی نقل کر رہا ہے۔ لاکھوں آدمی اس کام پر لگے ہیں اور سینکڑوں سائنس دان اس کی تیاری میں رات مشغول رہے۔ لیکن نوحؑ کو دیکھو۔ وہ مدت تک تبلیغ میں لگا رہا۔ اس نے ایک تیر اور کمان بھی نہیں بنائی وہ صرف دعاؤں اور لوگوں کو تبلیغ اور نصیحت میں لگا رہا۔ اس کے لئے آسمان پر ایٹم بم تیار ہو رہے تھے۔ عرش پر اس کے لئے توپیں بن رہی تھیں۔ چنانچہ ایک دن آیا۔ کہ آسمان سے بھی پانی برسا اور زمین نے بھی پانی اگل دیا۔ اور اس سے

اتنا وسیع علاقہ

برباد ہو گیا۔ جس کو دس ہزار ایٹم بم بھی برباد نہیں کر سکتے۔ پس جو کچھ میں تمہیں دیتا ہوں۔ وہ بہت زیادہ طاقتور ہے۔ اتنی طاقت اور قوت دنیا کی حکومتوں کے پاس نہیں ہوتی۔ لیکن ضرورت ایمان کی ہے۔ ضرورت یقین کی ہے۔ ضرورت عمل کی ہے جو خدا کی طرف ایک قدم بڑھتا ہے خدا اس کی طرف دو قدم بڑھتا ہے۔ اور جو خدا کی طاقت پر یقین رکھتا ہے۔ اس کے سامنے دنیا کی ساری طاقتیں ہیچ ہو جاتی ہیں۔

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا۔

لاہور سے ایک نوجوان (سید عباس احمد صاحب آف منصوری) کا جنازہ آیا ہے۔ تیس بتیس سال عمر ہوگی۔ ایک معمولی بے احتیاطی کی وجہ سے ان کی وفات ہوگئی۔ وہ نہا کر سو گئے۔ اور نہانے کے بعد سونا سخت مضر ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر فالج گرا۔ اور وہ فوت ہو گئے۔ میں نماز کے بعد ان کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ اسی طرح بعض اور دوستوں کا جنازہ پڑھانے کے لئے بھی درخواستیں آئی ہوئی ہیں۔ میں ان کا بھی جنازہ غائب پڑھاؤں گا

ولادت

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاکسار کے ہاں تیسرا لڑکا تولد ہوا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس کا نام لئیق احمد تجویز فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ مولا کریم مولود مسعود کو عمر والا اور خادم اسلام احمدیت بنائے

(چوہدری امیر احمد محرر خزانہ صدر انجمن احمدیہ)

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

حب کیساپ جسم کو گرم کرنے والی دوا کمزوروں اور بوڑھوں کے لئے مفید۔ قیمت یکصد گولی ۱/۸/۰ روپیہ

معجون مقوی سرد جسم کو گرم کرنے والی خون کا دوران تیز کرنے والی دوا۔ صرف کمزوروں اور بوڑھوں کو استعمال کرنی چاہیئے۔ قیمت فی تولہ ۸/

دواخانہ خدمت خلق ربوہ۔ ضلع جھنگ

اقوال و افکار

"ناجائز درآمد و برآمد کے سدباب کے سلسلے میں حکومت کا ہاتھ بٹائیے"۔ آنریبل مسٹر عبد الستار پیرزادہ وزیر غذا و زراعت رنگپور میں مسلم لیگ کے وفد سے خطاب)

"مسئلہ کشمیر نہ صرف اسلامی نقطہ نظر سے اہم ہے بلکہ عالمی امن اور سلامتی کے لحاظ سے بھی اس مسئلہ کو اہمیت حاصل ہے۔

(مسٹر رفیع قائم المقام (ممبر ایرانی پارلیمنٹ)
۸ جنوری ۱۹۵۱ء کو تقریر)

"قرارداد لاہور کے مطابق پاکستان میں ایک وفاقی نظام قائم ہوگا۔ جس میں تمام وحدتیں یکساں طور پر حصہ لیں گی"۔

آنریبل مسٹر عبد الستار پیرزادہ وزیر غذا و زراعت سلہٹ میں مسلم لیگ کے ایک وفد سے انٹرویو۔

"کسی قوم کی طاقت اور اس کے کردار کا اندازہ اس کی صحت کے معیار سے کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنی صحت کا معیار بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ ہم نہ صرف مضبوط ہو جائیں۔ بلکہ ہمارے لاکھوں عوام کو دکھ اور بیماری سے نجات مل سکے"۔

ڈاکٹر عبد المطلب ملک وزیر امور اقلیت حکومت پاکستان دوسری کل پاکستان صحت کانفرنس میں۔

"پاکستان تاجروں کے لئے سونے کی کان کی حیثیت رکھتا ہے"۔

کے۔ اے دیوتری ڈپٹی اسسٹنٹ کنٹرولر آف امپورٹ حکومت ہندوستان وٹکسٹائل کمشنر حکومت بمبئی۔

"بلٹز" بمبئی میں ایک مضمون

"میں نے کشمیر کے عوام کی مرضی کے مطابق ایک منصفانہ اور پرامن تصفیہ کی ہر ممکن کوشش کرنے کا تہیہ کر لیا ہے"۔

آنریبل مسٹر لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان

"پاکستان کو یقین ہے۔ کہ دنیا کو پریشانیوں سے نجات دلانے اور مستحکم امن قائم کرنے میں اسلام اہم ترین حصہ لے گا۔

آنریبل مسٹر تمیز الدین خان صدر مجلس دستور ساز ۲۷ دسمبر کو انڈونیشیا سے روانگی کے وقت

الوداعی پیغام

"امن عالم کا انحصار ایشیا میں امن قائم رہنے پر ہے"۔

ہز ایکسی لینسی مسٹر اصفہانی سفیر پاکستان متعینہ امریکہ اٹلانٹا (جارجیا) کے ایک جلسہ میں

"پاکستان کی مستحکم حالت کی وجہ سے عوام نے حکومت کے قرضوں میں اب تک تقریباً ۳ کروڑ ڈالر دیئے ہیں"۔

ہز ایکسی لینسی مسٹر اصفہانی سفیر پاکستان متعینہ امریکہ برمنگھم البامہ کے ایک جلسہ میں۔

"بھوک اور افلاس کو خالی وعدوں۔ زبانی ہمدردی اور نیک نیتی کے اعلانوں سے دور نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا آسودہ حال قوموں کو کم ترقی یافتہ ممالک کی اقتصادی حالت بہتر بنا کر انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا چاہیئے"۔

ہز ایکسیلینسی مسٹر اصفہانی سفیر پاکستان متعینہ امریکہ کلیولینڈ میں مجلس امور عالم کے ایک جلسہ میں۔

"ملک کو قائد اعظم کے خیالات کے مطابق تعمیر کرنے میں ہر شخص پورا پورا حصہ لینا چاہیئے"۔

آنریبل چودھری نذیر احمد خان وزیر صنعت ملتان کے سربرآوردہ شہریوں سے خطاب

"پٹ سن کے کاشتکاروں کو امداد باہمی کی انجمنیں بنانی چاہئیں۔ ان کے ذریعہ کاشتکاروں سے مناسب قیمت پر پٹ سن خرید ا جا سکے۔

آنریبل مسٹر عبد الستار پیرزادہ وزیر غذا و زراعت رنگپور میں مسلم لیگ کے وفد سے خطاب

ترکی اور امریکہ میں اقتصادی اور فوجی معاہدہ کا امکان

انقرہ ۱۰ فروری - یہاں ۱۴ فروری کو امریکہ اور ترک حکومت کے نمائندوں کے درمیان اقتصادی اور فوجی اہمیت کی ایک کانفرنس منعقد ہونے والی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ امریکی وفد کی قیادت مسٹر جارج میک گی کریں گے جو محکمہ خارجہ میں افریقی اور مشرق قریب کے امور کے اسسٹنٹ سیکرٹری ہیں۔

دوسرے جن امریکی نمائندوں کی کانفرنس میں شرکت کی خبر ملی ہے وہ یہ ہیں۔ امریکہ کے بحیرہ روم اور مشرقی اوقیانوس کے بیڑے کے کمانڈر انچیف امیرالبحر جے کارنے اسرائیل میں آئے ہوئے تھے۔ امریکی سفیر مسٹر ایم ڈیوس اور اقوام متحدہ کے فلسطین مفاہمتی کمیشن کے امریکی رکن مسٹر ایلی پامر یقین کیا جاتا ہے کہ مشرق وسطیٰ کی بری فوجوں کے کمانڈر انچیف جنرل برائن روبرٹس کانفرنس سے پہلے امیرالبحر کارنے سے مشورہ کیلئے ترکی جائیں گے

اس کانفرنس کو مسٹر میک گی اور امیرالبحر کارنے کے ان حالیہ بیانات کے پیش نظر کہ مشرق وسطیٰ کے دفاع میں ترکی نمایاں حصہ لے سکتا ہے یہاں کافی اہمیت کا حامل تصور کیا جا رہا ہے۔

یہاں سیاسی حلقوں کو اس کی باوثوق امید ہے کہ ترک سفیر فریدون کمال ارکن نے حال میں واشنگٹن میں جو بات چیت کی ہے اور اس مہینہ انقرہ میں منعقد ہونے والی کانفرنس کے نتیجہ کے طور پر ترکی اور امریکہ کے درمیان ایک اقتصادی اور فوجی معاہدہ ہو جائیگا۔

یہاں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ امریکہ سے مالی امداد کو فوجی امداد سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا اس لئے یہ امید کی جا رہی ہے کہ اس سال ترکی کے لئے مارشل امداد میں کافی اضافہ ہو جائے گا۔ اور فوجی امداد دگنی کر دی جائے گی۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر میک گی کانفرنس میں شرکت سے پہلے مشرق وسطیٰ کے متعدد دارالحکومتوں کا دورہ کریں گے۔ (اسٹار)

پاکستانی روپیہ کی شرح کو تسلیم کر لیں گے

لنڈن ۱۰ فروری - پاکستانی مشہور تاجر سید احمد علی آج ایک سال کے بعد امریکہ سے واپس تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ پاکستان نے بین الاقوامی مالی فنڈ کے سامنے جو سکیمیں ترقیات کے متعلق پیش کی تھیں ان پر اب غور ہو رہا ہے اور پاکستان کو قرض دینے کے متعلق بنک کا آخری فیصلہ مارچ میں کر دیا جائے گا۔ مسٹر احمد علی نے نیویارک میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس میں پاکستان کی نمائندگی کی تھی۔

سوال کیا گیا کہ پاکستان کے روپیہ کی شرح تبادلہ کے متعلق فیصلہ ہو گیا ہے۔ اس پر آپ نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ تاہم آپ نے بتایا کہ پاکستان کے روپے کی قیمت کو تسلیم کرنے میں کسی ملک کو انکار نہیں ہو سکے گا۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے کہا کہ امریکہ کے سرمایہ داروں کے پاکستان میں سرمایہ کے متعلق حالات امید افزا ہیں۔

کیا روس اور اسرائیل میں سفارتی تعلقات منقطع ہونے والے ہیں؟

دمشق ۱۰ فروری یہاں موصول ہونے والی خبروں کے مطابق "اسرائیل" اور سوویٹ کے درمیان کشیدگی کی وجہ سے ممکن ہے کہ سفارتی تعلقات منقطع ہو جائیں۔

کہا جاتا ہے کہ سوویٹ حکومت نے یہودی ڈائریکٹر تعلیمات طلمان شیزار کا ماسکو میں "اسرائیلی" وزیر مختار کی حیثیت سے تقرر نامنظور کر دیا ہے۔ اور کوئی وجہ بتائے بغیر روسی علاقہ میں شیزار کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا ہے — یہ بھی بتایا گیا ہے کہ "اسرائیل" میں روسی وزیر مختار جو اس وقت ماسکو میں ہیں۔ ابھی کچھ عرصہ تک تل عفیف واپس نہیں آئیں گے۔ (اسٹار)

اقوام متحدہ کی فوجیں سیئول سے صرف دو میل دور

ٹوکیو ۱۰ فروری۔ اقوام متحدہ کی بعض فوجیں اب سیئول سے صرف دو میل دور رہ گئی ہیں۔ اسلئے خود سیئول پر دوسرا بڑا حملہ شروع کرنے سے پہلے آگے بڑھنے والی فوجوں کی طاقت کو ختم کرنا۔ اور ان کی صفوں کو مفلوج کرنا ضروری گیا ہے۔

امریکی جنگی جہاز "ہورنی" نے انچون کے گرد جو سیئول کا دروازہ ہے۔ دشمن کی چوکیوں پر شدید بمباری کی ہے۔ (اسٹار)

کوئٹہ میں شدید برفباری

کوئٹہ ۱۰ فروری۔ گذشتہ دو دنوں میں کوئٹہ میں مسلسل برفباری نے جو ۱۲ انچ رہ چکی ہے۔ تمام پچھلے دس سال کے ریکارڈ توڑ دیئے ہیں موسمیات کے ماہروں نے کہا ہے۔ کہ آئندہ تین دنوں میں مزید برفباری ہو گی۔

"حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا اسلوبِ تحریر"

تعلیم الاسلام کالج میں ایک لیکچر

"حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا اسلوبِ تحریر" کے موضوع پر ۱۱ فروری کو بروز اتوار اڑھائی بجے بعد دوپہر کالج لائبریری ہال میں بزم اردو کے زیر اہتمام پروفیسر محبوب عالم خالد بی۔اے (آنرز) ایم۔اے (پنجاب) ایم۔اے ایڈ (لنڈن) بی۔ٹی (علیگ) ایک مقالہ پڑھیں گے انشاء اللہ۔ احباب سے درخواست ہے، کہ اپنے دوستوں کے ہمراہ اس میں شرکت فرمائیں!

فیض احمد اسلم معتمد بزم اردو تعلیم الاسلام کالج لاہور

یمن اور پاکستان کے درمیان دوستی کا معاہدہ

قاہرہ ۱۰ فروری۔ یمنی وزارت خارجہ کے انڈر سیکرٹری قاضی محمد العمری سے ملاقات کے بعد پاکستانی سفیر مصر نے کہا کہ انہوں نے مذکورۃ الذکر سے پاکستان اور یمن کے درمیان دوستی کے ایک معاہدہ کے متعلق بات چیت کی ہے

انہوں نے کہا کہ جلد ہی اس معاہدہ پر دستخط ہو جائیں گے۔ (اسٹار)

مصر میں مسجد نبویؐ کی مرمت کے خرچ کیلئے کمیٹی کا قیام

قاہرہ ۱۰ فروری مدینہ میں مسجد نبوی کی مرمت کے لئے جسکے کچھ حصے بوسیدہ ہو گئے ہیں۔ چندہ جمع کرنے کی غرض سے شاہ فاروق کی زیر سرپرستی ایک کمیٹی یہاں قائم کر دی گئی ہے۔

مصری وزیر اعظم نحاس پاشا نے فنڈ کے صدر کی حیثیت سے چندہ کے لئے کشادہ دل عوام سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ "یہ مسجد ہمارے لئے دنیا میں محبوب ترین مقام ہے" انہوں نے مزید کہا، گرچہ سعودی عرب مملکت مقامات مقدسہ کی دیکھ بھال میں جو دلچسپی لیتی ہے۔ اس سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ لیکن مجھے آپ کی اس خواہش کا بھی علم ہے کہ مسجد نبوی مستحکم بنیادوں پر قائم رہے۔ اور اسی م

اشتراکی لٹریچر کی ضبطی

خرطوم ۱۰ فروری۔ یہاں پولیس حامیان امن کی مرکزی کمیٹی کے ارکان کے گھروں پر چھاپہ مار اور وہاں سے اشتراکی لٹریچر برآمد کر کے اس پر قبضہ کر لیا گرچہ کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی ہے لیکن معلوم ہوا ہے کہ کمیٹی کے دس ارکان پر عنقریب مقدمہ چلایا جائے گا۔ (اسٹار)

قرآن مجید کو ضابطہ حیات بنانا چاہیئے

کراچی ۱۰ فروری مفتی اعظم فلسطین الحاج سید محمد امین الحسینی نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ قرآن مجید کو ضابطہ حیات بنائیں۔ ایوننگ ٹائمز کی طرف سے آپ کے اعزاز میں محفل استقبال منعقد کی گئی جس میں آپ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام دنیائے اسلام کی اقوام کو آپس میں متحد ہو جانا چاہیئے کیونکہ کوئی ملک اس وقت تک آزاد نہیں جب تک وہ درحقیقت آزاد نہ ہو۔

ص کے پیش نظر یمن نے چندہ جمع کرنے کی خاطر ایک کمیٹی قائم کرنے کی شاہ سے اجازت حاصل کی ہے۔ (اسٹار)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔